کے قابل ہوئے ہیں تاہم آثار شاہد ہیں کہ اگر مقدر نے یاوری کی اور ہمارا ذہنی توازن برقرار ہوگیا تو جلد ہی اردو کا شعری ادب طنز و مزاح کے بہت سے اچھے نمونے پیش کرنے کے قابل ہو جائیگا ۔

نئے دور میں طنز و مزاح کی پہلی رو زندگی اور سماج پر بھرپور طنز کی صورت میں نمودار ہوئی ہے ۔ آج تک ہمارے شعرا مغرب کے مسموم اثرات کو نشانۂ تمسخر بناتے آئے تھے اور اگرچہ اس میں کوئی کلام نہیں کہ مشرق کی باعث ننگ باتیں اور زندگی کے دوسرے حقائق بھی ان کے طنزیہ حملوں سے محفوظ نہ رہ سکے لیکن اس طنز کا دائرہ تنگ اور محدود رہا اور اسی لئے جب دور جدید کے شعرا نے زندگی اور سماج کے چھپے ہوئے ناسوروں پر تیز نشتر چلانے کا آغاز کیا تو ان کی طنز کی چبھن کو بڑی سختی سے محسوس کیا گیا ۔ اس ضمن میں شاد عارفی اور راجہ مہدی علی خان کی بعض طنزیہ نظمیں قابل ذکر ہیں کہ ان میں زندگی اور سماج کی بیشتر پریشانہ کیفیتوں اور پنہاں ناہمواریوں کو ہدف طنز بنایا گیا ہے ۔ لیکن ان دونوں شاعروں کی تخلیقات رد عمل کی مختلف صورتوں کی غماز ہیں اور ان میں بڑا تنوع ہے ۔ مثلاً شاد عارفی کی بیشتر نظمیں سماج کے مرکز " گھر " کی بعض ناہمواریوں کو اجاگر کرتی ہیں اور کبھی ساس اور بہو کے تعلقات کبھی شادی بیاہ کے اخراجات اور کبھی نصف بہتر کے کمالات کا مضحکہ اڑاتی ہیں ۔ ان کے برعکس راجہ مہدی علی خان کی نظموں میں بعض حقائق کو طشت از بام کرکے خواب پرستوں کی ذہنی اڑان کو روکنے کی بھی ایک واضح سعی نظر آتی ہے